حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

اسلام کے معاشرتی و خاندانی نظام اور ملی تشخص کی حفاظت میں

خواتین اسلام کا

تاریخی کردار اور ان کے موجودہ فرائض

انجمن خواتین، مسلم پرسنل لا بورڈ (یوپی)
کرامت منزل، اکبری گیٹ، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

معزز خواتین اور عزیز بہنو! اسلام کی شروع تاریخ سے اسلام کو ایک قابل عمل نظام کی طرح دنیا میں کامیاب ثابت کرنے، اس کا عملی مظاہرہ (DEMONSTRATION) کرنے میں عورتوں کا جو ہاتھ رہا ہے اس کو بھلایا نہیں جاسکتا، کوئی مذہب، کوئی نظام اور خاص طور پر کوئی معاشرہ (SOCIETY) اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا، اور زیادہ دنوں تک باقی نہیں رہ سکتا جب تک کہ طبقۂ نسواں اس میں پورے طور پر اپنی دلچسپی کا اظہار نہ کرے اور اس سے اپنی وفاداری اور اس سے وابستگی کا ثبوت نہ دے، یہ نہ صرف تاریخ اسلام کا بلکہ دنیا کی تمام تاریخ کا ایک بڑا سوالیہ نشان ہے، کہ اسلامی معاشرہ اتنے دنوں تک اپنی خصوصیات کے ساتھ کیسے قائم رہ سکا، جب کہ اس کا مقابلہ دنیا کی مختلف تہذیبوں، بڑے ترقی یافتہ تمدنوں اور بڑے ترقی یافتہ اور وسیع قوانین (رومن لا، پرشین لاء، اور ہندو لا) سے رہا ہے۔ عربوں کی محدود زندگی اور اسلام کی سادگی نے کیسے ان پر ہیچ ان ترقی یافتہ اور نازک قوانین اور ایسے معاشرتی نظام (SOCIAL SYSTOM) کا مقابلہ کیا جس پر صدیوں نہیں بلکہ ہزاروں برس کی ذہانتیں صرف ہوئیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا جواب یہ ہے کہ اس دشوار اور نازک کام میں ہماری بہنوں نے پورا پورا کوپریشن کیا اور تعاون کیا، امراء اور حکام، سلاطین اور بادشاہ اسلامی فوجوں کے کمانڈر، اسلامی سوسائٹی، اسلامی شخصیت اور اسلامی تہذیب و تمدن کی حفاظت نہیں کرسکتے تھے۔ اگر خدا سے ڈرنے والی، شریف النفس، پختہ ایمان رکھنے والی خواتین، اسلامی تہذیب اور اسلامی تشخص (ISLAMIC IDENTITY) کی حفاظت اور اس کی بقا کے لیے مردوں کے ساتھ مکمل تعاون (CO.OPERATION) نہ کرتیں، اگر وہ اسلام کے خاندانی نظام اور اسلامی عائلی قانون (پرسنل لا) کے قیام اور ایسے اسلامی گھر کی تعمیر میں جو اسلامی تربیت کے زیر اثر پروان چڑھ رہا ہو، اور جہاں پاکیزگی، محبت اور امن کی فضا ہو، مردوں کا ہاتھ نہ بٹاتیں، اگر خدا کی باعزت، صالح اور نیک بندیاں جو اسلامی تشخص کی پاسبان ہیں، باعزت اور شریف مردوں کی مدد نہ کرتیں اور ان کو سہارا نہ دیتیں تو مسلمانوں کو اپنے اسلامی امتیاز، اسلامی تہذیب و تمدن کے ساتھ باقی رہنا مشکل تھا۔ چاہے ان کی پشت پر بڑی بڑی مضبوط حکومتیں اور بڑی اعلیٰ اور ترقی یافتہ تہذیبیں ہوتیں۔ بہت بڑا وسیع نظام تعلیم ہوتا۔ اور دولت کے خزانے ہوتے، اسلامی معاشرہ اپنی خصوصیات کے ساتھ خوداعتمادی اور احساس برتری کے ساتھ قایم نہیں رہ سکتا تھا۔ جب تک کہ بہنیں اپنے بھائیوں کا، اپنے والدین کا اور اسلامی سوسائٹی کی رہنمائی کرنے والوں کا ہاتھ نہ بٹاتیں اور ان کا ساتھ نہ دیتیں، ان خواتین کا اسلامی تشخص کی حفاظت ہی میں نہیں اسلامی وجود کے بقا میں بھی . . . ہاتھ ہے۔ ان کی وجہ سے مسلمان دنیا میں اپنی خصوصیات کے ساتھ باقی رہ گئے، دنیا کے مختلف ملکوں میں (جہاں کی تہذیب، جہاں کا تمدن، جہاں کے قوانین اور جہاں کا نظام معاشرت بالکل

علاحدہ تھا) وہ اپنی خصوصیات اور مخصوص طرز زندگی کے ساتھ موجود ہیں، ان کے ایثار، قربانی اور جذبۂ ایمانی کے نتیجہ میں یہ دین اپنی تہذیب و تمدن، اپنی معاشرت و اخلاق، اپنے اقدار و تصورات (VALVES & IDEALS) کے ساتھ ہم تک صحیح و سالم پہنچ گیا، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کو میں نے بہت مختصر طریقہ پر بیان کیا ہے۔

اسلام نے عورتوں کو جو مرتبہ دیا ہے اور عورتوں کی زندگی میں بلکہ دنیا کی معاشرتی زندگی میں جو انقلاب عظیم برپا کیا ہے، وہ پڑھی لکھی تعلیم یافتہ خواتین کو معلوم ہوگا، میں یہاں اس کا مختصر سا تذکرہ کرتا ہوں۔ دنیا کے مختلف مذاہب اور قوانین کی تعلیمات کا مقابلہ اسلام کے اس منفرد و ممتاز کردار (ROLE) سے اگر کیا جائے جو اس نے عورت کے وقار و اعتبار کی بحالی، انسانی سماج میں اسے مناسب مقام دلانے، ظالم قوانین، غیر منصفانہ رسم و رواج اور مردوں کی خود پرستی، خود غرضی اور تکبر سے اسے نجات دلانے کے سلسلہ میں انجام دیا ہے تو آنکھیں کھل جائیں گی اور ایک پڑھے لکھے آدمی کو حقیقت پسند انسان کو اعتراف و احترام میں سر جھکا دینا پڑے گا۔ قرآن مجید پر ایک سرسری نظر ڈالنا بھی عورت کے بارے میں جاہلی نقطۂ نظر اور قرآنی اسلامی زاویۂ نگاہ کے کھلے فرق کو سمجھنے کے لیے کافی ہے، قرآن مجید صرف طاعات و عبادات اور مذہبی فرائض ہی کے سلسلے میں نماز روزہ ہی کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کی مساوات و شرکت کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اس کی تعلیمات کی رو سے باصلاحیت مردوں علماء اور بڑی ہمت اور عزم رکھنے والے مردوں اور نمایاں افراد کے ساتھ ساتھ اخلاقی احتساب امر بالمعروف نہی عن المنکر یعنی اسلامی معاشرہ کی نگرانی و رہنمائی، اس کو غلط راستہ پر چلنے سے روکنے اور صحیح راستہ پر چلانے کے سلسلے میں مردوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ عورتیں بھی ذمہ داری میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ایک متحدہ اور خیر و تقویٰ پر تعاون کرنے والی جماعت کی ایک محاذ (FRONT) کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہے، وہ فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورہ توبہ آیت ۷۱)

ترجمہ: "ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں نیک باتوں کا آپس میں حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں نماز کی پابندی رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان پر ضرور رحمت کرے گا۔ بے شک اللہ بڑا اختیار والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔"

انھیں تعلیمات کے نتیجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے موجودہ زمانہ تک مشہور خواتین اسلام میں (جنھوں نے تاریخ میں نام پیدا کیا ہے اور جن کا تاریخ کی کتابوں میں ذکر آتا ہے) ماہر استانیاں، معلمات، تربیت کرنے والی جہاد اور تیمار داری کرنے والی، مصنف، حافظ قرآن، حدیث کی راوی، بلکہ حدیث کا درس دینے والی، عابد و زاہد اور معاشرہ میں عزت و مرتبہ پر فائز خواتین کی بڑی تعداد نظر آتی ہے جن سے علمی فائدہ اٹھایا گیا۔ جن سے تربیت حاصل کی گئی، جو معیاری زندگی اور شخصیت کی حامل تھیں۔

وہ حقوق جو اسلام نے مسلمان عورتوں کو دیے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

ملکیت و میراث کا حق (RIGHT OF PROPIRTY) خرید و فروخت کا حق،

یہ میں عرض کر دوں کہ یہ وہ چیزیں ہیں جو دوسرے مذاہب میں بعض بڑے وسیع و قدیم مذاہب میں اور بڑی بڑی تہذیبوں میں بالکل ناپید تھیں۔ یعنی کسی عورت یا کسی خاتون کو یہ اس کا حق نہیں تھا۔ بذات خود خرید و فروخت کا اس کو حق نہیں تھا۔ اسی طرح اسلام شوہر سے علاحدگی یعنی خلع کا حق اگر ضروری ہو گئی ختم کرنے کا حق (اگر اس رشتہ سے لڑکی راضی نہ ہو) عیدین اور جمعہ و جماعت کی نمازوں میں شرکت کا حق، ان کے علاوہ حقوق دیا ہے جن کی تفصیلات فقہی کتابوں میں موجود ہیں متعدد انصاف پسند مغربی فضلا اور معاشرتی و تمدنی تاریخ کے ماہرین نے ان قرآنی و شرعی تعلیمات کی بلندی و برتری کا اعتراف کیا ہے۔ جو عورتوں کے احترام اور ان کے حقوق پر مشتمل ہیں۔ ہم یہاں دو تین شہادتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک شہادت ایک مغربی فاضلہ اسکالر اور ریفارمر کی ہے جو ہندستان میں ایک تربیتی و اصلاحی تحریک کی قائد و رہنما اور جنوبی ہند کی ایک ثقافتی ادارہ تھیا سوفیکل سوسائٹی مدراس کی صدر رہی ہیں۔ میری مراد مسز اینی بسنٹ سے ہے۔ جنھوں نے ہندستان کی تحریک آزادی میں بھی بڑا حصہ لیا تھا۔ کسی خاتون کی شہادت اس لیے بھی اہم اور قیمتی ہوتی ہے کہ وہ اپنے طبقہ کے معاملے میں مرد کے مقابلے میں زیادہ حساس (SENSITIVE) ہوتی ہے اور اس کی طرف سے دفاع (DEFENCE) کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہے مسز اینی بسنٹ کہتی ہیں۔

"ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ عورتوں کے متعلق اسلام کے قوانین ابھی حالیہ زمانہ تک انگلینڈ میں اپنائے جا رہے تھے۔ یہ سب سے زیادہ منصفانہ قانون تھا جو دنیا میں پایا جاتا تھا، جائیداد، وراثت کے حقوق اور طلاق

www.abulhasanalinadwi.org

کے معاملات میں یہ مغرب سے کہیں آگے تھا۔ اور عورتوں کے حقوق کا محافظ تھا۔"

مسٹر (N.L. COULSEN) لکھتے ہیں: "بلاشبہ عورتوں کی حیثیت کے معاملہ میں خاص طور پر شادی شدہ عورتوں کے معاملہ میں قرآن کے قوانین افضلیت کا مقام رکھتے ہیں۔ نکاح اور طلاق کے قوانین کثیر تعداد میں ہیں۔ جن کا عمومی مقصد عورتوں کی حیثیت میں بہتری لانا ہے اور وہ عربوں کے قوانین میں انقلاب انگیز تبدیلی کے مظہر ہیں۔ اسے قانونی شخصیت عطا کی گئی جو اسے پہلے حاصل نہ تھی، طلاق کے قوانین میں قرآن نے سب سے بڑی جو تبدیلی کی ہے، وہ عدت کو اس میں شامل کرنا ہے۔[1]"

مذہب و اخلاق کی انسائیکلو پیڈیا، انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کا مقالہ نگار لکھتا ہے:-

"پیغمبر اسلام نے یقیناً عورت کا درجہ اس سے زیادہ بلند کیا جو اسے قدیم عرب میں حاصل تھا، خصوصی طور پر عورت متوفی شوہر کے ترکہ کا جانور نہیں رہی۔ جیسا کہ بعض مذاہب اور بعض قوانین میں مانا گیا ہے، بلکہ خود ترکہ پانے کی حق دار ہو گئی۔ اور ایک آزاد فرد کی طرح اسے دوبارہ شادی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا، طلاق کی حالت میں شوہر پر یہ واجب ہو گیا کہ اسے وہ سب چیزیں دے دے جو اسے شادی کے وقت ملی تھیں، اس کے علاوہ اعلیٰ طبقہ کی خواتین علوم و شاعری سے دلچسپی لینے لگیں اور کچھ نے استاد کی حیثیت سے بھی کام کیا طبقہ عوام کی عورتیں اپنے گھر کی مالکہ کی حیثیت سے اپنے

---

[1] یہ ان کی اس کتاب کا اقتباس ہے جس کا نام (HISTORI OF ISLAMIC LAW) یہ کتاب ایڈنبرا سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی ہے۔

خاوندوں کی خوشی اور غم میں شریک ہونے لگیں،
"ماں کی عزّت کی جانے لگی۔"

یہ دین، عقائد و عبادات، تمدن و تہذیب اور معاشرت کے آداب و اصول اور خاندانی نظام پر حاوی ہے۔ یہ صرف محض عقائد یا عبادات کا مجموعہ نہیں ہے، کہ نماز پڑھ لی، روزہ رکھ لیا، پھر اور کوئی پابندی نہیں یہ پوری زندگی کی رہنمائی کرتا ہے۔ ہر دور میں مسلمانوں کو، مردوں اور عورتوں کو یقین تھا کہ یہ دین زمانہ کا ساتھ دینے کے لیے نہیں بلکہ زمانہ کی باگ ڈور سنبھالنے اور اس کی رہنمائی کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے، ان کو اپنے دین پر فخر و ناز تھا، اپنی ذات پر اعتماد و بھروسہ تھا، اپنی اخلاقی قدروں (MORAL VALUES) اور اپنے تمدن کو وہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کا ایمان تھا کہ جس دین کو اللہ کے رسول لے کر تشریف لائے ہیں وہ محض دین ہی نہیں یا محض چند قوانین ہی کا مجموعہ نہیں، وہ دین بھی ہے، اور تمدن بھی، اس میں احکام بھی ہیں اور معاشرتی نظام بھی، وہ مسجد و محراب بھی ہے اور حکومت و ایوان بھی، وہ اس دین کو دوا بھی سمجھتے تھے، صحت بخش غذا بھی سمجھتے تھے۔ شفا بخش دوا بھی، آج کے بہت سے مسلمانوں کی طرح ان کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ یہ تو صحیح ہے کہ اسلام بحیثیت مذہب سب سے اچھا مذہب اور وہی اللہ کا آخری اور مقبول دین ہے اور اس مذہب کے علاوہ کسی مذہب میں نجات نہیں، اور یہی مذہب ابدی اور دائمی ہے لیکن تمدن ایک دوسری چیز ہے اس کا دین سے کیا تعلق؟ دین الگ شے ہے اور تمدن الگ شے، دین جدا، تہذیب جدا، اس لیے اگر ہم دوسری قوموں کی تقلید کریں اور قرآن و حدیث کے خلاف کوئی قانون اختیار کر لیں اور اس کو اپنائیں تو اس سے ہمارے دین و عقیدہ پر کوئی اثر

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں پڑتا، اور یہ اس سے کوئی متضاد بات نہیں ہے، یہ بھی بڑے اطمینان کی
بات ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد مسلمانوں میں بے چینی کی جو ہندوستان گیر
بیداری، اور اس موقع پر دینی حمیت وغیرت اور اسلام سے وفاداری، اور
شریعت سے محبت کا اظہار محض ہماری سیدھی سادی اور کم تعلیم یافتہ بہنوں نے
نہیں کیا ہے اس میں صرف وہی خواتین پیش پیش نہیں ہیں جنھوں نے کوئی تعلیم
نہیں پائی، کسی تہذیب سے ان کو واسطہ نہیں ہے اور کسی ترقی یافتہ سوسائٹی
میں انھوں نے زندگی نہیں گزاری، اطمینان کی بلکہ بڑے فخر کی بات ہے کہ
اس تحریک کی قیادت ہمارے ملک کی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ خاندانوں کی
بیبیاں کر رہی ہیں۔ اس سے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہیں کہ جاہل مردوں کا
جاہل عورتیں ساتھ دے رہی ہیں خدا کا شکر ہے نہ اس تحریک کی قیادت جاہل
مرد کر رہے ہیں اور نہ جاہل عورتیں، دونوں طرف اعلیٰ تعلیم یافتہ اور وہ لوگ
ہیں جنھوں نے دنیا، بہت سے دوسرے ترقی پسند لوگوں اور پروگریسیو گروہ
(PROGRESSIVE) سے زیادہ دیکھی ہے جنھوں نے مغربی تہذیب کا مطالعہ ان
سے زیادہ گہری نظر اور وسیع نظر سے کیا ہے، وہ یورپ کی اور مشرق کی تاریخ پر
ان سے زیادہ وسیع اور عمیق نظر رکھتے ہیں، ان کی کتابیں دوسرے ملکوں میں
بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں اور بہت جگہ نصاب میں داخل ہیں ان کو
بڑے بڑے سمیناروں میں بڑی بڑی علمی مجالس میں بڑے اصرار کے ساتھ دعوت
دی جاتی ہے اور بڑی بڑی علمی تنظیموں کی صدارت سپرد کی جاتی ہے اور لیکچر
کے لیے بڑی بڑی یونیورسٹیاں دعوت دیتی ہیں۔ مردوں میں وہ لوگ ہیں اور
عورتوں میں وہ خواتین ہیں جن سے وسیع النظر اور ترقی یافتہ خواتین ملنی
مشکل ہیں۔ میں اس موقع پر دو معزز خواتین اور اپنی دو محترم بہنوں کا ذکر

کروں گا، ان میں سے دہلی میں خواتین کی ۱۰ر اپریل ۱۹۸۶ء کی ریلی کی داعی اور
اس کی تحریک کرنے والی اور قائد محترمہ عابدہ احمد صاحبہ ہیں اور دوسری
نجمہ ہبت اللہ صاحبہ ہیں۔ جو راجیہ سبھا کی وائس چیئرمین رہی ہیں، اور
اب کانگریس کی سکریٹری ہیں۔ اسی طرح بیگم خورشید عالم خاں اور متعدد
اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین اور بیگمات ہیں، جس کے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا
کہ ایک آواز لگائی گئی۔ اور دیہاتوں اور غریب گھرانوں سے بے پڑھے
لکھے خاندانوں سے چند غیر تعلیم یافتہ عورتیں آگئیں جن کو کچھ خبر نہیں کہ
مسئلہ کیا ہے؟ بات ایسی نہیں۔

میں یہ بھی کہہ دوں کہ ہمارے یہاں اردو میں ایک مثل ہے: "مدعی
سست گواہ چست" اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کا مقدمہ ہے وہ تو
خاموش بیٹھا ہوا ہے اس کو کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن کوئی صاحب
رضاکارانہ طریقہ پر گواہ بن گئے، وہ بڑھ چڑھ کر بول رہے ہیں اور جن کا
مقدمہ ہے وہ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے،
اس وقت صورت حال کچھ ایسی ہی ہے اس موقع پر یہی منظر دیکھنے میں آرہا
ہے کہ "مدعی سست گواہ چست" جن کا مسئلہ ہے، جن کی زندگی، جن کے
حقوق اور جن کے احساسات اور جذبات کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔
یا اس کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے، وہ تو مطمئن ہیں۔ اور جن کا مسئلہ نہیں وہ
نہ صرف یہی نہیں کہ غیر مطمئن ہیں بلکہ گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہے ہیں انھوں
نے سونے والے کی نیند حرام کر دی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک پر
آسمان پھٹ کر گرنے والا ہے، یہ ایک عجیب قسم کا معمہ اور پہیلی ہے آخر اس
جوش و خروش اور احتجاج اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

کالم سیاہ کرنے اور جتنے جلوس نکالنے کی وجہ کیا ہے اگر یہ طبقۂ نسواں سے ہمدردی کی وجہ سے یہ ایجی ٹیشن جاری ہے جن بلاں

عورتوں کے حقوق متاثر ہو رہے ہیں، ان پر ظلم ہو رہا ہے تو میں کہوں گا کہ پھر پہلے اپنے ہندستانی سماج کی خبر لیجئے، نئی بیاہی ہوئی عورتیں آپ سب کو معلوم ہے کہ جلائی جا رہی ہیں۔ اور جیسا کہ نیشنل پریس نے ایک دفعہ رپورٹ دی تھی کہ ہندستان کے دارالسلطنت دہلی میں ہر ۱۲ گھنٹے میں ایک واقعہ ضرور پیش آجاتا ہے، جہیز کی لعنت نے خاندان تباہ کر رکھے ہیں اور لاکھوں کی زندگیاں تلخ نہیں بلکہ ان کو عذاب بنا دیا ہے۔ پیسہ کی حد سے بڑھی ہوئی ہوس ایک بخار کی طرح نہیں بلکہ بھوت کی طرح سوسائٹی پر چڑھی ہوئی ہے۔ اور ہر چیز کو، ہر قدر و قیمت کو، ہر اخلاقی خوبی کو، ہر انسان کو، انسانیت کو اسی سے تولا جا رہا ہے، جس سوسائٹی میں، جس معاشرہ میں ایسی کمزوریاں ہوں، ایسا اندھیر مچا ہوا ہو، ایسی آگ لگی ہو، ظلم کا ایک دریا موجزن ہو اس میں کیا اس کی فرصت ملنی ممکن ہے اور کیا اس کا کوئی جواز (JUSTIFICATION) ہے، کہ ایک ایسے مسئلہ میں مطلقہ کے حقوق کے تحفظ کے زیر بحث بل کی مخالفت میں جو پارلیمنٹ میں پیش ہو چکا ہے جس کا تعلق ایک خاص مذہب کے ماننے والوں کے پورے طبقۂ نسواں سے بھی نہیں ہے، طبقۂ نسواں کی ان چند ہستیوں سے ہے جن کو شرعی طریقہ پر اپنے مذہب کے مطابق طلاق دے دی گئی ہے، ان کا مسئلہ ہے کہ اب ان کی دیکھ بھال کون کرے یہ کس کی ذمہ داری ہے تو اگر اعداد و شمار جمع کیے جائیں تو معلوم ہوگا کہ پورے ملک میں بہت تھوڑی تعداد ان عورتوں کی ہے جن کو اس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے مقابلے میں صرف مسلمان نہیں، صرف ایک مذہب کے ماننے والے نہیں ... [illegible]

جو کچھ گذر رہی ہے، ان کے ساتھ جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں ایک خوش گوار شریفانہ اور قانونی اور باعزت زندگی گذارنے کے لیے جو جو شرطیں لگائی جا رہی ہیں، جس طرح ان کے بھاؤ تاؤ کیے جا رہے ہیں اور جس طرح دولت کو عزت پر، انسانیت پر، شرافت پر، عصمت پر، اعلیٰ نیاں تک کہ اخلاقی خوبیوں، اور سیرت و صورت تک پر ترجیح دی جا رہی ہے، یہ کوئی چھپا ڈھکا واقعہ نہیں، سب جانتے ہیں تو ایسی حالت میں اس مسئلہ کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لینا اور اس پر اپنی ساری توانائیاں لکھنے پڑھنے کی پوری طاقت اور سیاسی جماعتوں کے اثرات کو لگا دینا، یہ ملک کے ساتھ، طبقۂ نسواں کے ساتھ بلکہ انسانیت کے ساتھ کون سا اچھا سلوک ہے اور اس کا کیا جواز ہے؟

میں اپنی عزیز بہنوں اور معزز خواتین سے کچھ اور کہنا چاہتا ہوں شاید پھر کبھی ایسا موقع نہ ملے، ادب کے ساتھ خلوص کے ساتھ، مگر صفائی کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کو خود بھی اسلام کی پوری تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، آپ کا فرض ہے کہ محبت، خدمت، اخلاقی تعاون و ایثار، سادگی و ہمدردی سے گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیں، ایسا جنت کا نمونہ بنا دیں کہ اس زندگی میں واقعی جنت کا مزا آنے لگے۔ اور لوگ اس کو رشک کی نگاہوں سے دیکھیں، اور دوسری کمیونٹیز کی بیبیاں اور وہاں کے مرد اس کو دیکھیں تو کہیں کہ گھر کی زندگی کا، ازدواجی زندگی کا مزہ تو اسی معاشرہ میں اسی خاندان میں معلوم ہوتا ہے۔ خود مذہب کی پابندی اختیار کیجئے دینی کتابوں کا مطالعہ کیجئے، بچوں بچیوں کو دینی تعلیم دیجئے، ان کے دل میں اللہ، رسول، اچھی باتوں اور اچھے اخلاق کی محبت اور شوق پیدا ... [illegible]

www.abulhasanalinadwi.org

توحید اور محبت رسول کا بیج بچوں اور بچیوں کے دلوں کی نرم زمین میں شروع سے اور بہت بچپن سے ڈال دیجئے اور پھر اس بیج کو سیراب کیجئے اور بار آور بنائیے کہ وہ پھلیں پھولیں، بچے اور بچیاں پیسہ اور عزت ہی کو سب کچھ نہ سمجھیں ان کو بتائیے کہ اس سے بہت آگے اور اس سے بہت اوپر کچھ اخلاقی قدریں کچھ زندگی کے معیار، اور کچھ مقاصد ہیں جن کو اپنانا چاہیئے جن پر اپنی ذہانت اپنی طاقت، اپنی محنت، اور اللہ کی دی ہوئی توانائی صرف کرنی چاہیئے۔

بیٹیو اور بہنو! میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ اکٹھی ہوئیں اور اس موقع پر اسلام کی محبت اور شریعت کے تحفظ کے جذبہ اور دینی حمیت و غیرت کا مظاہرہ کیا اور اس کا ثبوت دیا اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا بہت، پسند آئے گی اور آپ سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا کہ آپ کے اس جذبہ میں جو روح کام کر رہی ہے، وہ روح ہے، جو اللہ کو اور اس کے رسول کو محبوب ہے، اور جو ملتوں، معاشروں، تہذیبوں اور قوموں کی حفاظت کرتی ہے، یہ تہذیبیں معاشرے اور نظام محض دولت سے، محض طاقت اور حکومت سے محض عہدوں سے اور محض فتوحات سے باقی نہیں رہتے، وہ وفاداری کے جذبہ خلوص کی طاقت اور سچائی اور صداقت کی برکت سے رہے ہیں اور رہیں گے میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری معروضات پر سنجیدگی سے غور کریں گی اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی۔

www.abulhasanalinadwi.org